سیرت نبویؐ اور غیر مسلموں سے تعلقات: نئے مباحث

ڈاکٹر غطریف شہباز ندوی☆

ABSTRACT

The paper explores new approaches in modern *Sirah* studies regarding the relations of Holy Prophet ﷺ with non Muslims. The classical *Sirhah* literature mostly presented this aspect in a way, that is difficult to appreciate for modern audience concerned with inter-faith harmony. According to classical approach, the Holy Prophet ﷺ disassociated himself from the rest of society comprising of pagans of Mecca and other non-Muslim Arab tribes, including Jews and Christians. Muslim jurists (most of them if not all) also ruled that the relations between Muslims and non Muslims are essentially of a permanent hostility and that reconciliation between Muslim and non Muslim governments could only be established in a contingent and pressing situation, which should be of a temporary nature. This concept is echoed in the major part of Muslim discourse throughout the Muslim history.

The paper argues that prominent modern *Sirah* writers and scholars like Dr. Mohammad Hamidullah, Abu Zuhra,

---

☆ ڈائریکٹر، فاؤنڈیشن فار اسلامک اسٹڈیز، جامعہ نگر، نیو دہلی، انڈیا

Mohammad Al-Ghazali, Hussain Haickal, Tariq Ramadan, Yasin Mazhar Siddiqi and Dr. Mahmood Ahmad Ghazi differ with the classical view. After exploring classical *Sirah* literature and close examination of collections of *Ahadith,* they conclude that relationship between the Prophet ﷺ and his peer Arab and non Arab pagans and non Muslims was based on a principled *Dawah* approach and not on absolute hostility and enmity.

محمد رسول اللہ ﷺ تاریخ کی مکمل روشنی میں پیدا ہوئے۔آپ کی ذات بابرکات پوری نسل انسانی کے لیے اسوہ حسنہ واسوہ کاملہ ہے اورزندگی کے روحانی ومادی تمام پہلوؤں کے لیے کامل رہنمائی کا سامان رکھتی ہے۔ سید سلیمان ندوی کے الفاظ میں ''ایک شخصی زندگی جو ہر طائفہ انسانی اور ہر حالت انسانی کے مختلف مظاہر اور ہر قسم کے جذبات اورمکمل اخلاق کا مجموعہ ہو صرف محمد رسول اللہ ﷺ کی شخصیت ہے''[۱] عصرحاضر میں سیرت نبویؐ پر بیش بہا کام ہوا ہے اورحیات انسانی کے مختلف گوشوں پر سیرت کے حوالہ سے بحثیں ہوئی ہیں،اس ضمن میں سیرت نگاری کے بہت سے نئے پہلو بھی سامنے آئے ہیں۔ان ہی میں سے ایک نسبتاً نئے زاویہ پر اس مقالہ میں روشنی ڈالی جائے گی اور اس سوال کا جواب ڈھونڈنے کی کوشش کی گئی ہے کہ سیرت نبویؐ اورغیر مسلموں سے تعلقات،مکی ومدنی دور کے علاوہ سیرت نبویؐ اورتعلقات بین الاقوام نیز غیرمسلموں سے تعلقات کی جدید جہتوں میں سیرت نبویؐ کی تعلیمات کیا ہیں۔

یوں تو غیر مسلموں کے تعلق سے سیرت نبویؐ میں مواد موجود ہے اوراس لحاظ سے اسے نیا مبحث نہیں کہا جاسکتا کیوں کہ بقول ڈاکٹرمحمود احمد غازی ''اسلامی علوم و فنون کی اصطلاح میں سیرت اورسیر کا لفظ سب سے پہلے رسول اللہ ﷺ کے اس طرزعمل کے لیے استعمال کیا گیا جو آپ نے غیرمسلموں سے معاملہ کرنے میں اورجنگوں میں یا صلح اورمعاہدات کے معاملہ میں اپنایا۔قدیم مفسرین، فقہا، محدثین اور سیرت نگاروں نے

۱- ڈاکٹر خالد علوی، **انسان کامل**، الفیصل ناشران وتاجران کتب اردو بازار، طبع، دوم مئی ۱۹۹۷ء، مقدمہ کتاب

سیرت و سیر کے لفظ کو اسی مفہوم میں استعمال کیا ہے"(۲) تاہم عام سیرہ لٹریچر میں غیر مسلموں سے تعلقات بالعموم مغازی(۳) کے پس منظر میں بیان کیے جاتے ہیں اوران کو پڑھ کر ایسا محسوس ہوتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ اورصحابہ کرامؓ اہل کفراورخاص کر اہل مکہ سے بالکل کٹ کررہ گئے تھے اورتمام غیرمسلموں سے آپ ﷺ کے تعلقات عمومی طور پر ختم ہوگئے تھے اوریہ کہ غیرمسلموں کے ساتھ بقائے باہم اورمفاہمت کا ثبوت دوررسالت سے نہیں ملتا۔دراصل اہل مکہ رسول اکرم ﷺ اورصحابہؓ پر مذہب کی بنیاد پر تشدد Persecution اتنا زبردست اور اتناظالمانہ تھا کہ ایسا سوچنا بالکل بھی بعید از قیاس نہیں ہے۔اسی طرح مدینہ میں دعوت محمدیؐ کومشرکین مکہ کے علاوہ یہودیوں اورمنافقین کی سازشوں اورجزیرۃ العرب سے باہرکی عالمی سیاسی طاقتوں کی Hostilities کامسلسل سامنا کرنا پڑاجس کااثرسیرہ لٹریچر پر پڑنا لازمی تھا۔تاہم بعض جدید مطالعات سیرت اس سے تھوڑی مختلف تصویرپیش کرتے ہیں۔

بلاشبہ سیرت لٹریچر پر فقہ اسلامی کے اس رائج تصور کے اثرات محسوس کیے جاسکتے ہیں کہ "**قتال الکفار واجب وان لم یبدؤونا**"(۴) جیسا کہ مراحل جہاد (قتال) کی ابن قیمؒ اورامام سرخسیؒ کی تفصیل میں دیکھا جاسکتا ہے۔نئے سیرت نگاروں میں ڈاکٹراکرم ضیاء العمری نے بھی بالکل اسی کے مطابق جہاد کی تشریح کی ہے اوراس نکتہ پر زوردیاہے کہ جہاد اسلام میں صرف دفاع کے لیے نہیں بلکہ جہاد ہجوم بھی ہے اورغیرمسلموں سے اسلام کے تعلقات کی نسبت محاربہ ہے مصالحت یامسالمہ نہیں(۵) جیسا کہ مشہورعام قدیم فقہی تصور کے مطابق جنگ اصل ہے، حالت صلح ایک استثناء ہے۔یہ فقہی تصوردلیل میں سیرت سے اورعہد خلافت راشدہ سے نظایر پیش کرتا ہے۔سیرت کے ایک جدیداسکالر اس پر یوں شکوہ کرتے ہیں کہ: ہمارے علماء نے اسلام کوگذشتہ صدیوں میں ایک حاکم مذہب بناکرپیش کیااوراس کی فقہ اسلام کے صرف نظام حاکمیت کو اجاگرکرتی ہے۔ اس کی عام دینی تعلیمات کے بارے میں یہ تصوربنا کہ وہ حکمرانی کی فضا میں بارآورہوتی

۲- محموداحمد غازی، **محاضرات سیرت**، نئی دہلی، اریب پبلیکیشنز، دریا گنج، طبع ۲۰۱۰ء، ص اور **المبسوط للسرخسی جلد۱۰**، بحوالہ عبدالعلیم اصلاحی، **دارالاسلام دارالحرب**، حیدر آباد (انڈیا)، مکتبہ الاقصیٰ، ص ۱۱

۳- غزوات و سرایاسے بالعموم جنگی مہمیں مرادلی جاتی ہیں۔اوریہ فرق کرتے ہیں کہ غزوہ وہ ہے جس میں آپ ﷺ نے بنفس نفیس شرکت فرمائی اورسریہ وہ ہے جس میں آپ نے شرکت نہیں فرمائی۔لیکن خیال ہوتا ہے کہ ان تمام مہموں پر مغازی کا اطلاق تغلیباً ہے۔ورنہ تو ان میں سے اکثرمہموں میں جنگ کی صورت پیش نہیں آئی۔

۴- عبدالعلیم اصلاحی، **دارالاسلام دارالحرب**، ص ۸-۹

۵- ڈاکٹراکرم ضیاء العمری، السیرۃ النبویہ الصحیحۃ، المدینۃ المنورۃ، مکتبۃ العلوم والحکم، الطبعۃ السادسۃ ۱۹۹۴ء

ہیں[۶]۔ البتہ جہاد و قتال کے سلسلہ میں علماء وسیرت نگاروں کے ایک جدید مکتب فکر کا کہنا ہے کہ اسلام کی نظر میں صلح اصل ہے (الصلح خیر) اور جنگ ایک استثنائی کیفیت ہے[۷]۔ تاہم فقہی تصورات کے زیراثر سیرت کی جدید وقدیم کتابوں پر عموماً یہی تصور چھایا ہوا ہے کہ اسلام کفر کو مٹانے آیا ہے، اہل کفر سے صلح وگفتگو کی گنجائش محدود ہے اوران سے معاملہ میدان جنگ میں ہوگا، یا وہ جزیہ دیں اوراسلام کے نظام سیاسی کی اطاعت قبول کریں۔ اگرچہ اس سلسلہ میں زیادہ تفصیلی بحث سیرت کی جدید کتابوں میں نہیں ملتی البتہ ان کے بین السطور سے یہی رجحان مترشح ہوتا ہے۔

عصر جدید کے کئی سیرت نگاروں کی کتابوں میں ان ہی قدیم تصورات کی نمائندگی کی گئی ہے۔البتہ وہ غیرمسلموں سے تعلق پر تفصیل سے کوئی روشنی نہیں ڈالتے بس سیرت کے واقعات کے بیان میں سرسری سا تعرض اس سے کرتے ہیں جیسا کہ ''الرحیق المختوم'' میں دیکھا جاسکتا ہے۔ مصنف نے معاہدہ مدینہ کا تذکرہ کرتے ہوئے یہ کہا کہ رسول اکرم ﷺ نے غیرمسلموں سے رواداری اوردرگزر کے وہ قوانین جاری فرمائے جو غلووتعصب سے بھری دنیامیں کبھی نہیں دیکھے گئے تھے۔مصطفیٰ سباعی نے تو اسلامی جنگ کا فائدہ یہ بھی بتایاہے کہ اس سے صرف مسلمانوں کی دینی ودنیوی آزادی ہی محفوظ نہ ہوگی بلکہ اس سے دوسرے مذاہب (آسمانی) کے پیروکاربھی فائدہ اٹھاسکیں گے[۸] مولانا ابوالحسن علی ندوی نے بھی غیرمسلموں کے رسول اللہؐ سے تعلقات پر الگ سے کوئی بحث نہیں کی البتہ انہوں نے رحمت کے پہلو پر کی ہے اور یہ ثابت کیاہے کہ نبوت محمدیؐ پوری انسانیت کے لیے رحمت ہی رحمت تھی[۹] اس عمومی بیان میں ظاہر ہے کہ مسلم وغیرمسلم سب ہی شامل ہیں۔

مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودی بھی موجودہ دور کے ایک اہم سیرت نگارہیں اگرچہ ان کی کتاب ناتمام رہ گئی اورصرف ہجرت تک کے احوال پر مشتمل ہے ،تاہم اکثراصولی اوراہم مباحث اس میں آگئے ہیں۔وہ فرماتے ہیں: اسلام نے دنیا بھرکے انسانوں میں صرف ایک تفریق کو باقی رکھا اوروہ تھی ایمان وکفر کی تفریق[۱۰]۔قرآن کی مختلف آیات اوراحادیث کونقل کرکے مولانا نے اہل ایمان سے کفار کے تعلق کی نوعیت

۶- پروفیسر یٰسین مظہرصدیقی، **مکی اسوہ نبویؐ**، نئی دہلی، اسلامک بک فاؤنڈیشن طبع اوّل، اپریل ۲۰۰۵ء

۷- مثلاً امام ابوزہرہ، محمد الغزالی، محمد حسین ہیکل، ڈاکٹرمحمد حمیداللہ، ابوالکلام آزاد، عبدالحمید احمد ابوسلیمان، طارق رمضان وغیرہم

۸- ڈاکٹرمصطفیٰ السباعی، السیرۃ النبویۃ دروس وعبر (اردو ترجمہ)، الاتحاد الاسلامی العالمی للمنظمات الطلابیۃ، طبع ثانی ۱۹۹۱ء، ص ۱۳۸

۹- ابوالحسن علی الحسنی الندوی، السیرۃ النبویۃ، الطبعۃ الثامنۃ ومنقحۃ دارالشروق جدہ للنشر والتوزیع، ۱۹۸۹ء

۱۰- ابوالاعلیٰ مودودیؒ، **سیرت سرورعالمؐ**، نئی دہلی، مرکزی مکتبہ اسلامی پبلشرز، ۱۹۸۶ء ،ج ۲،ص ۴۳۲

پر بھی روشنی ڈالی ہے اوران سے مودت وموالات کو منافی ایمان قراردیاہے۔اس پوری بحث کے آخر میں لکھتے ہیں: ''یہاں اتنااورسمجھ لینا چاہیے کہ خداکے باغیوں کے ساتھ جوہمدردی ممنوع ہے وہ صرف وہ ہمدردی ہے جو دین کے معاملہ میں دخل انداز ہوتی ہو۔ رہی انسانی ہمدردی اوردنیوی تعلقات میں صلہ رحمی ،مواسات اوررحمت وشفقت کا برتاؤ تویہ ممنوع نہیں ہے بلکہ محمود ہے[۱۱]۔ آگے چل کر مولانا نے کافروں کی دوقسمیں کرکے ان کے ساتھ برتاؤمیں فرق کیاہے۔''اس طرح امت مسلمہ کوکفارسے پوری طرح الگ کردینے کے بعد صرف ایک اعتبارسے دوقسم کے کافروں کے درمیان مسلمانوں کے برتاؤمیں فرق کیاگیاہے۔'' یہاں مولانانے سورہ ممتحنہ کی آیات ۸-۹ نقل کی ہیں اورلکھاہے : بالفاظ دیگرمسلمانوں کو یہ ہدایت دی گئی کہ انہیں دشمن کافراورغیردشمن کافرمیں فرق ملحوظ رکھناچاہیے اوران کافروں کے ساتھ احسان کا برتاؤکرناچاہیے جنھوں نے کبھی ان کے ساتھ کوئی برائی نہ کی ہو۔اس کی بہترین تشریح وہ واقعہ ہے جوحضرت اسماء بنت ابی بکراوران کی کافرہ ماں کے درمیان پیش آیاتھا[۱۲]۔ مولاناکے یہ خیالات اصلاً کلاسیکل فقہی تصورکی ہی ترجمانی ہیں۔

مکی دورمیں غیرمسلموں سے تعلقات

مکی دورمیں غیرمسلموں سے تعلق کے سلسلہ میں ڈاکٹرمحمدحمیداللہ نے اہل کتاب کے بارے میں لکھاہے:

مکی دورکے سلسلہ میں آنحضرت ﷺ اوریہودیوں کے تعلقات پر ہمیں کوئی بیرونی شہادتیں یا واقعات نہیں ملتے۔قرآنی تذکروں کی اندرونی شہادت کی مدد سے تعلقات کا جوارتقا اوپردکھایا گیاہے اس میں یہ صاف نظر آتاہے کہ اسلام اوریہودیوں میں کبیدگی پیداہوگئی اورروزبروز بڑھتی جارہی تھی۔ایک آیت جو اگرچہ ایک مدنی سورہ ہے (۳/۵۷) میں ملتی ہے لیکن جس کے متعلق بعض بیرونی شہادتوں سے بھی تسلیم کیاجاتاہے کہ وہ مکی ہے اورہجرت حبشہ کے وقت نجاشی کے نام جو نامہ تعارف آنحضرت ﷺ نے اپنے چچا زاد بھائی جعفرطیارکو دیا تھا اس میں بھی مندرج ہے یہ ایک عظیم کوشش کا آغاز معلوم ہوتی ہے کہ یہودی عیسائی عام اہل عرب سب ملت ابراہیمی پرمجتمع ہوجائیں یعنی **یٰاَھل الکتاب تعالوا الی کلمۃ سواء بینناوبینکم** (اے اہل کتاب آؤ ایک ایسی بات کی طرف جو برابرہے ہم اورتم میں) یہ کوششیں ہجرت مدینہ کے بعد اوربڑھ جاتی ہے۔وہ عہد نبویؐ میں توناکام رہی مگرپیش کش موجود ہے[۱۳] اس کے علاوہ ڈاکٹرحمیداللہ نے یہ بھی لکھا ہے کہ ابوسفیان

۱۱- ایضاً،ص ۴۷۱

۱۲- ایضاً،ص ۴۷۲

۱۳- محمدحمیداللہ، **رسول اکرمؐ کی سیاسی زندگی**، کراچی، دارالاشاعت، طبع ہفتم، ۱۹۸۷ء، ص ۳۲۰-۳۲۱

جب مسلمان نہیں ہوئے تھے، انہوں نے رسول اللہؐ کو کئی مواقع پر اہل مکہ کے ظلم سے بچایا۔ حضورﷺ نے ان کا شکریہ بھی ادا کیا تھا[۱۴] اور یہ کہ شعب ابی طالب میں محاصرہ کے خلاف آواز بھی کچھ اہل مکہ نے اٹھائی اور ان کے چھ افراد نے اس کو ختم کرانے کی کوششیں کیں۔

پروفیسر یٰسین مظہر صدیقی عہد جدید سیرت کے ایک بڑے اسکالر ہیں، آپ کی تحریروں میں نہ صرف بھرپور معلومات اور تحقیق ہوتی ہے بلکہ گہرا تجزیہ بھی پایا جاتا ہے۔ آپ کے مطابق مکہ میں نبیﷺ نے غیرمسلموں سے وہ تمام تعلقات رکھے جو کسی بھی انسانی سماج میں معمول بہ ہیں۔ آپﷺ نے سیاسی قبائلی نظام میں شرکت کی[۱۵] آپ نے قبائلی نظامِ تحفظ سے استفادہ کیا[۱۶] آپ نے غیرمسلموں کی دعوت طعام میں شرکت کی[۱۷] خود آپ نے ان کو دعوت دی[۱۸] مکہ میں بعض مسلمانوں کے غیرمسلموں سے شخصی مفادات کے معاہدہ کا ذکر بھی ملتا ہے۔ مثلاً وہ معاہدہ جو عبد الرحمٰن بن عوف زہری نے مکہ کے ایک سردار امیہ بن خلف جمحی سے کیا۔ ان کا بیان ہے کہ **کاتبت امیة بن خلف کتابا بان یحفظنی فی صاغیتی بمکة واحفظه فی صاغیته بالمدینة** (بخاری **کتاب الوکالة باب اذا وکل المسلم حربیا فی دار الحرب**) یہ دونوں مکہ میں دوست تھے اور حضرت عبدالرحمٰن نے امیہ کے بیٹے علی جمحی کو جنگ بدر میں بچانا بھی چاہا تھا مگر وہ مارا گیا حافظ ابن حجر کے مطابق رسول اکرمؐ کو اس معاہدہ کا علم تھا[۱۹]۔

صدیقی صاحب کے مطابق بعض صحابہ کرامؓ مکہ میں خدمت خلق بھی کرتے تھے۔ چنانچہ حضرت نعیم بن عبداللہ النحام عدوی اس میں ممتاز تھے اور جب انہوں نے ہجرت کا ارادہ کیا تو اہل مکہ نے ان سے کہا کہ وہ جس دین پر رہنا چاہیں رہیں مگر مکہ کو نہ چھوڑیں[۲۰] حضرت عمرؓ نے اسلام قبول کیا تو مشرکین مکہ ان پر پل پڑے جن سے ایک مکی سردار عاص بن وائل سہمی نے آکر بچایا[۲۱]۔

۱۴- ایضاً، **خطبات بہاولپور**، نئی دہلی، اسلامک فاؤنڈیشن طبع اوّل، اپریل ۱۹۹۷ء

۱۵- محمد یٰسین مظہر صدیقی، **مکی اسوہ نبویؐ**، نئی دہلی، اسلامک بک فاؤنڈیشن، طبع اول اپریل ۲۰۰۵ء، ص ۱۶۵

۱۶- ایضاً، ص ۱۷۰

۱۷- ایضاً، ص ۶۴

۱۸- ایضاً، ص ۱۶۳، محمد حمیداللہ، **خطبات بہاولپور**، ۴۰۴-۴۰۵ میں دو بارمیوں کو دعوت نبویؐ کا ذکر کیا ہے۔ لیکن ڈاکٹر اکرم ضیاء العمری نے قریش کو دعوت طعام کی روایات کو واھیہ قرار دیا ہے۔ (دیکھیں **السیرة الصحیحه**، ص ۱۴۲)

۱۹- ایضاً، ص ۱۵۷-۱۷۴

۲۰- ایضاً، ص ۲۱۶ بحوالہ **ابن سعد**، ج ۴، ص ۱۳۸-۱۳۹

۲۱- ایضاً، ص ۱۸۱ بحوالہ **ابن ہشام**، ج ۱، ص ۳۷۰

اسی طرح آپ ﷺ نے غیرمسلموں کا جوار بھی حاصل کیا(واضح رہے کہ جوارایک اہم عرب سماجی قدرvalue تھی جس کا عرب معاشرہ میں بڑا احترام تھا[۲۲]۔آپ نے مطعم بن عدی کی جوارطائف کے سفرکے بعدحاصل کی ،ابن الدغنہ نے حضرت ابوبکرکو جواردی ۔آپ ﷺ نے غیرمسلموں کو ہدایا بھی دیے[۲۳] اور ایسی بھی متعدد مثالیں موجود ہیں کہ غیرمسلموں نے آپ ﷺ کی اورصحابہؓ کی مختلف انداز سے امداد کی مثلاً ابوطالب اوربنی ہاشم کی حمایت نبویؐ اوراس راستہ میں تمام مشکلات کو برداشت کرنا، سیرت کا ایک معروف واقعہ ہے۔ ابوسفیان نے رسول اللہؐ کی صاجزادی حضرت زینب کو ہجرت میں مدد دی[۲۴]۔

حضرت ام سلمہؓ کو عثمان بن طلحہ عبدری نے مدینہ پہنچایا ۔حضرت امہ سلمہ ان کے اس احسان کو ہمیشہ یاد رکھتیں اوران کی شرافت ،حلم وکرم کی تعریف فرماتیں[۲۵]۔آپ ﷺ نے مکہ میں رہ جانے والے مسلمانوں کو ،جن پر تشددکیاجاتاتھا بعض شرفاء مکہ کی جواردلوائی جیساکہ صلح حدیبیہ کے موقع پر حضرت ابوجندل کو حویطب بن عبد العزی اورمکرز بن حفص کی جوار دلوائی ۔انہوں نے ضمانت لی کہ وہ ابوجندل کو ان کے باپ کے شرسے محفوظ رکھیں گے[۲۶] اسی طرح سیرت کی کتابوں میں یہ ملتاہے کہ ۹/نبوی میں طائف سے واپسی کے بعدآپ ﷺ نے تقریباً ۱۶/قبائل سے ملاقاتیں کرکے ان کے سامنے اسلام پیش کرنے اوراسے قبول کرنے کی دعوت کے علاوہ یہ بھی پیش کش کی کہ وہ آپ ﷺ کو اپنے علاقوں میں لے جائیں ،آپ کی حفاظت وحمایت کامعاہدہ اوروعدہ کریں تاکہ آپ دین کی دعوت تمام لوگوں تک پہنچادیں[۲۷] ان تمام قبائل نے آپ کی بات سنی ،بعض نے عذرپیش کیا،بعض نے سرد مہری برتی اوربعض نے سودے بازی کی کوشش کی[۲۸] حدیبیہ کے موقع پر احابیش اوران کے سردارنے رسول اکرمؐ کے سفیرحضرت خراش بن امیہ خزاعی کوقتل کرنے کے ارادہ سے قریش کو بازرکھاتھا[۲۹] حکیم بن امیہ سلمی نے اپنی قوم کو رسول اکرمؐ کی عداوت سے بازرکھنے کی

۲۲- ایضاً،۲۹۳

۲۳- ایضاً ۳۰۹، واکرم ضیاء العمری السیرۃ النبویۃ الصحیحہ، ص ۱۷۰، وخطبات بہاولپور، ۴۱۳

۲۴- ایضاً، ص ۳۰۹، **خطبات بہاولپور**، ص ۴۰۸

۲۵- ایضاً، ص ۲۷۰-۲۷۱

۲۶- ایضاً، ص ۲۰، بلاذری، ج ۱، ص ۲۲۰ میں ہے۔ فردہ رسول اللّٰہ علی ان اجارہ حویطب بن عبد العزی ومکرز بن حفص وضمنا ان یکف اباہ عنہ

۲۷- ایضاً، ص ۲۷۰، بحوالہ **ابن ہشام**، ج: ۲، ص ۷۷ اورالسیرۃ الصحیحۃ العمری، ص ۳۰۳

۲۸- ایضاً، ص ۲۰۹

۲۹- ایضاً، ص ۲۱۱

کوشش کی اور اس کے لیے شعر سے بھی کام لیا[۳۰]۔

غیر مسلموں سے تعلقات کے سلسلہ میں اصل صلح ہے جنگ نہیں۔ یہ ڈاکٹر محمد حمید اللہ کی رائے معلوم ہوتی ہے۔ چنانچہ جہاد کے بارے میں وہ تحریر فرماتے ہیں:

''اسلام میں جہاد کے تصور کو دشمنان اسلام نے توڑ مروڑ کر پیش کیا ہے، قرآن حکیم میں ہے: دین کے معاملہ میں کسی پر کوئی جبر نہیں ہم کسی کو اسلام قبول کرنے کے لیے مجبور نہیں کر سکتے اور نہ کسی ملک کے خلاف صرف اس لیے اعلان جنگ کیا جا سکتا کہ اسے اسلام قبول کرنے پر مجبور کیا جائے۔ اس سلسلہ میں قرآنی احکام واضح اور غیر مبہم ہیں[۳۱]، گویا جہاد کے لیے دو پیشگی شرائط عاید کی گئی ہیں: جہاد صرف اللہ کی راہ میں ہونا چاہیے اور یہ ان کے خلاف ہونا چاہیے جو مسلمانوں پر حملہ کریں۔ گویا مسلمانوں کے لیے دوسروں کے خلاف جنگ محض دفاعی کارروائی ہو سکتی ہے۔ پیغمبر خدا ﷺ کی زندگی میں دفاع کے سوا کسی دوسری نوع کی جنگ کا وجود نہیں ملتا''۔[۳۲]

مدنی دور میں غیر مسلموں سے تعلقات

عصر حاضر میں سیرت نبویؐ کے مختلف پہلوؤں پر غالباً سب سے زیادہ کام ڈاکٹر محمد حمید اللہؒ نے کیا ہے۔ غیر مسلموں سے تعلق کے سلسلہ میں غیر عربوں سے متعلق وہ لکھتے ہیں: ''یہودیوں، نصرانیوں اور خود مشرکین عرب سے متعلق اسلامی تعلیم کا خلاصہ یہ ہے کہ حضرت موسیٰؑ، حضرت عیسیٰؑ، حضرت ابراہیمؑ اور حضرت اسماعیلؑ خدا کے سچے اور عالی مرتبہ نبی تھے۔ مگر ان کے بعد کی نسلوں نے ان کی سچی تعلیم میں من گھڑت حذف واضافہ کر لیا ہے۔ یہ تعلیم کہ: اے الہامی کتابوں والو! ایک بات کی طرف آؤ جو ہم میں اور تم میں برابر کی ہے کہ ہم خدا کے سوا کسی کی عبادت نہ کریں اور نہ اس کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرائیں اور نہ ہم خدا کو چھوڑ کر اپنے ہی میں بعض کو آقا بنالیں'' (قرآن: ۳: ۶۴) تمام ہی دنیا کے مقدس لوگوں کا احترام کرنے اور ان کو تسلیم کرنے کا صریح فیصلہ تھا۔...... دوسرے الفاظ میں تمام مذاہب کے پیروؤں میں باہمی احترام و رواداری کا جذبہ پیدا کرنا اور فروع کو چھوڑ کر معقول اصول پر سب کو ایک ہو جانے کی دعوت ہی اسلامی پیغام ہے''[۳۳]

۳۰- ایضاً، ص ۱۷، ڈاکٹر اکرم ضیاء العمری نے ایک دوسرے شخص الاخنس بن شریق کے بارے میں بھی ایسا ہی لکھا ہے، ان الاخنس بن شریق الثقفی حلیف بنی زهرة اقنعها بعدم المشاركة ببدر (السیرة الصحیحة، ص ۴۹۱)

۳۱- محمد حمید اللہ، اردو ترجمہ نذیر حق، **محمد رسول اللہ ﷺ**، طبع فرید بک ڈپو، طبع ستمبر ۲۰۰۳، ص ۱۱۹،

۳۲- ایضاً، ص ۲۰۴، ۲۰۵

۳۳- محمد حمید اللہ، **رسول اکرم کی سیاسی زندگی**، کراچی، دارالاشاعت، طبع ہفتم، ۱۹۷۸، ص ۲۵۱،

خطبات بہاولپور میں عہد نبویؐ میں تبلیغ اسلام اورغیرمسلموں سے برتاؤ کے عنوان پر پورا ایک خطبہ ہے جس میں ڈاکٹر صاحب نے فرمایا کہ : بنی عریض (ایک یہودی قبیلہ) کی کسی بات سے خوش ہوکرآپ ﷺ نے ان کے لیے سالانہ معاش مقررفرمائی[۳۴] وہ کہتے ہیں کہ عہد خلافت راشدہ میں کبھی مسلمانوں کی عیسائی رعایا نے بغاوت نہیں کی[۳۵] میثاق مدینہ کی رو سے عقائد وقانون دونوں میں ہرکمیونیٹی کو داخلی خود مختاری دی گئی[۳۶] آپ ﷺ اپنے ہمسایہ یہودی کی خبرگیری رکھتے تھے۔ اس کے بچوں کی عیادت کرتے[۳۷] فتح مکہ میں عام معافی کے بعد راتوں رات سارا مکہ مسلمان ہوگیا[۳۸]۔ (قرآن ،۲۴/۳۵) سنہ ۷ ہجری میں یعنی اپنی وفات سے صرف تین سال قبل آنحضرت ﷺ نے قسطنطنیہ،مصر،اورحبش کے عیسائی حکمرانوں کے نام جوتبلیغی خطوط لکھے اس میں یہ درج نہ تھا کہ عیسائیت جھوٹی ہے۔ اسے ترک کردو بلکہ قرآن مجید کی یہ خاص طور پر آیت درج تھی کہ یٰاَاھل الکتاب تعالواالی کلمة سواء بینناوبینکم الانعبد الا اللّٰہ ولانشرك به شیئا (الآیۃ) صفحہ ۳۲۹،کتاب مذکور) ایک اورآیت (جوقرآن میں خفیف سے فرق کے ساتھ دو جگہ آئی ہے) کو نقل کرکے وہ کہتے ہیں کہ : ’’صلح کل، رواداری اور انتہائی وسعت قلبی کی اس عجیب وغریب تعلیم میں کہیں بھی یہ نہیں کہا گیاہے کہ یہودی ،عیسائی اورصابی اوردیگرمذاہب کے لوگ اپنے اپنے مذہب کوترک کریں، بلکہ اپنے اپنے الہامی مذہب ہی کی تجدید کرتے ہوئے چند بنیادی امور پرعمل کریں[۳۹]۔

نجران کے عیسائیوں کے بارے میں ڈاکٹرمحمدحمیداللہ لکھتے ہیں : نجران کے عیسائیوں نے اپنا ایک وفدبھی مدینہ بھیجا جس کی قیادت ان کا بشپ اور اس کا نائب کررہے تھے ۔انہوں نے مدینہ میں عقائد پر بحث ومباحثہ کیا۔مذاکرات مسجد نبوی میں ہورہے تھے ،اس کے پاس ہی آپ ﷺ نے اس وفد کوٹھہرایا تھا۔ اسی دوران ان کی عبادت کا وقت ہوگیا اوروفد نے عبادت کے لیے اپنےکیمپ واپس جاناچاہا،آپ نے فرمایاکہ آپؐ لوگ مسجد میں ہی اپنی عبادت کرسکتے ہیں۔مؤرخوں کابیان ہے کہ وفد نے مشرق کا رخ کرکے عبادت کی۔ غالبًا اس مقصد کے لیے انہوں نے صلیبیں بھی نکال لی تھیں (جووہ لباس کے اندرگلے میں پہنے ہوئے تھے) عبادت کے بعدانہوں نے مذاکرات کیے ۔رسول اکرم ﷺ نے ان کو جوابات دیے ۔پھرمباہلہ کی تجویز

۳۴- ایضاً،ص ۳۲۹

۳۵- ایضاً،ص ۲۳

۳۶- محمدحمیداللہ، **محمدرسول اللہ ﷺ**،ص ۱۵۶-۱۵۷

۳۷- ایضاً،ص ۱۵

۳۸- ایضاً،ص ۴۱۸

۳۹- ایضاً،ص ۳۳۴ ورسول اکرمؐ کی سیاسی زندگی

رکھی (قرآن،٣٠/٦١)اس پر عیسائی وفد نے غور کرنے کی مہلت مانگی اورآپس میں مشاورت کے بعد طے کیا کہ رسول اللہؐ سے معاہدہ صلح کرلیا جائے۔اس معاہدہ کے تحت نجران میں عیسائیوں کو انتظامی ومذہبی معاملات میں مکمل آزادی دی گئی۔ انہیں اختیار تھا کہ وہ جیسے چاہیں بشپ وغیرہ منتخب کرلیں اوراس انتخاب کی توثیق اسلامی حکومت سے کرانالازمی نہ تھا البتہ رسول اللہؐ نے ان کو قرضوں پر سود نہ لینے کا حکم دیا تھا(٤٠)۔

''محاضرات سیرت'' از ڈاکٹرمحمود احمد غازی بنیادی طور پر علم سیرت سے بحث کرتی ہے۔مگر ہر لیکچرومحاضرہ کے اخیرمیں سوال وجواب کے سیشنوں میں بہت سے نئے گوشے خود سیرت کے بارے میں آگئے ہیں۔جن میں ہمارے موضوع سے متعلق بھی کئی امور ہیں۔ مثلاً یہ کہ عمرو بن امیہ ضمری اسلام لانے سے پہلے رسول اللہؐ کا خط لے کر نجاشی کے دربار میں گئے تھے(٤١) جب آپ مکہ سے ہجرت کرکے مدینہ گئے تو وہاں مسلمانان مدینہ،مشرکین مدینہ اوریہود کا باہمی معاہدہ کیا جس سے مدینہ میں ایک چھوٹی کامن ویلتھ قائم ہوگئی(٤٢) نبی اکرمﷺ نے مدینہ کے اطراف میں متعدد مشرک قبائل جہینہ،ضمرہ اورمزینہ سے معاہدے کیے جن کا اصل مقصد دعوت اسلامی کا فروغ تھا چنانچہ مختلف قبائل کے ساتھ ہونے والے معاہدوں میں اس کی طرف اشارے موجود ہیں ،ان معاہدات کا دوسرابڑامقصد یہ تھا کہ عرب معاشرہ میں امن وامان قائم ہو ،عدل وانصاف کوفروغ دیاجائے اورتمام قبائل مشترکہ مقاصد کے لیے ایک دوسرے سے تعاون کریں(٤٣)۔

مطالعات سیرت اورتعلقات بین الاقوام

اس خاص میدان میں بھی بنیادی تحقیقی کام ڈاکٹرمحمدحمید اللہ کا ہے۔ انہوں نے حضوراکرمؐ کے سیاسی وثائق جمع کردیے ہیں ۔عہد نبویؐ میں سفارت کاری پر لکھا ہے ۔ان کی تینوں کتابیں **مجموعة الوثائق السیاسیة فی العهد النبوی والراشدی**، رسول اکرمﷺ کی سیاسی زندگی اورمحمدرسول اللہﷺ اس موضوع پر روشنی ڈالتی ہیں۔ ان کے مطابق آپﷺ نے صلح حدیبیہ کے بعد عالمی حکمرانوں اورحکومتوں کوتبلیغی خطوط روانہ فرمائے اور اس سفارت میں ان کے عہدوں کا پورا خیال رکھا۔اس کے لیے دستور کے مطابق مہر بنوائی۔ ان عالمی خطوط کی ابتداء مکہ ہی میں ہوگئی کم ازکم حبشہ کے شاہ نجاشی کے نام آپﷺ نے جوتعارفی خط حضرت جعفرطیارؓ کودیا تھا اس سے تو یہی پتہ چلتاہے(٤٤) یہ نجاشی مسلمان ہوگئے تھے ۔چنانچہ ان کی وفات پر

٤٠- ایضاً،ص ٣٤٥

٤١- ڈاکٹرمحمود احمد غازی، **محاضرات سیرت**، ص ٩٧

٤٢- ایضاً ،ص٣٥٣

٤٣ - ایضاً ،ص ٣٤٥ا

٤٤ - ایضاً، **رسول اکرم کی سیاسی زندگی**، ص١٢٤

آپ ﷺ نے ان کی نماز غائبانہ بھی پڑھی (۴۵)۔

یٰسین مظہر صدیقی کے مطابق آپ ﷺ نے سفیروں اور وفود کو تحائف دینے کی سنت جاری کی اور اس کی وصیت بھی آپؐ نے فرمائی (۴۶)۔ مختلف ملوک و امراء کے نام بحیثیت متعلقہ قوموں کے نمائندوں کے بھیجے گئے تھے اور ان میں کئی ایک نے آپ ﷺ سے روابط قائم کرنے کی کوشش کی۔ مثلاً ایران کی ایک ملکہ نے بھی آپ کی خدمت میں تحائف بھیجے (۴۷) اسی طرح مقوقس شاہ مصر نے حضرت ماریہؓ اور ان کے ساتھ ایک اور خادمہ سیرین اور لباس اور خچر پر مشتمل تحفہ بھیجا (۴۸)۔

طارق رمضان جنہیں یورپ کا ممتاز مسلم دانشور سمجھا جاتا ہے، انہوں نے اپنی کتاب ''پیغمبر کے نقوش قدم پر'' میں غیر مسلموں کے رسول اکرم ﷺ کے تعلقات کے بارے میں تقریباً انہی خیالات کا اظہار کیا ہے جو ڈاکٹر محمد حمید اللہ اور پروفیسر یٰسین مظہر صدیقی کے ہاں پائے جاتے ہیں۔ حلف الفضول سے متعلق طارق رمضان یہ استنباط کرتے ہیں کہ مسلمانوں میں پوری تاریخ میں اور آج بھی یہ جو خیال پھیلا ہوا ہے کہ معاہدہ وہی قابل اعتبار ہو سکتا ہے جو یا تو پوری طرح خالص اسلامی ہو یا مسلمانوں کے درمیان ہوا ہو، غلط ہے۔ بنیادی بات یہ ہے کہ پیغمبر اسلامؐ نے یہاں صاف طور پر عدل وانصاف اور مظلوم کی حمایت کے اصول کے جواز کو تسلیم کیا ہے، یہ دیکھے بغیر کہ یہ اصول اسلام کے ذریعہ آئے یا اسلام کے باہر سے (۴۹)۔ دوسری بات یہ ہے کہ '' اسلام کوئی محدود نظام اقدار (closed value system) نہیں۔ جو دوسرے نظام اقدار سے مغایر اور متصادم ہو بلکہ ابتدا ہی سے اس نے آفاقی اقدار حیات پر اعتماد کیا ہے (۵۰)۔ رمضان کہتے ہیں: کہ محمد ﷺ نے مختلف قبائل کے لوگوں اور اپنے رشتہ داروں کے ساتھ ہمیشہ بہت اچھے تعلقات رکھے جنہوں نے اسلام قبول نہیں کیا تھا'' اس کی مثال میں انہوں نے ابو طالب، عباس بن عبد المطلب، عثمان بن طلحہ وغیرہ کی مثال دی ہے۔ نیز یہ کہ ہجرت کے موقع پر آپ ﷺ نے اہل مکہ کی امانتیں واپس کرنے کی تاکید علیؓ کو کی۔ اسی طرح یہ کہ عبید اللہ بن جحش حبشہ جا کر عیسائی ہو گئے (یعنی مرتد ہو گئے) مگر ان کو کسی نے کچھ نہیں کہا۔ یہ ساری مثالیں دے کر انہوں

۴۵- ایضاً، ص ۱۲۷

۴۶- یٰسین مظہر صدیقی، **مکی اسوہ نبویؐ**، ص ۳۰۹

۴۷- ڈاکٹر محمد حمید اللہ، **محمد رسول اللہؐ**، ص ۱۵۷

۴۸- ملاحظہ ہو، ڈاکٹر خالد علوی، **انسان کامل**، ص ۴۲، بحوالہ **طبقات ابن سعد**، ج ۱، ص ۲۶۰

۴۹- طارق رمضان، ***In The Foot Steps of The Prophet***, Oxford university press, 2007, P 21

۵۰- ایضاً، ص ۲۲

نے یہ نتیجہ نکالا ہے آپ ﷺ نے ہرآدمی کی آزادی اظہار کی پوری حفاظت کی(۵۱)۔ اسی طرح عبداللہ بن اریقط (سفر ہجرت میں آپ ﷺ کے گائڈ جو مشرک تھے) کی خدمات ایک انتہائی حساس مسئلہ میں لینے کو بھی طارق رمضان نے اس کی مثال میں پیش کیا ہے، کہ پیغمبر ﷺ اور آپ کے جانشینوں نے ایماندار و باصلاحیت وقابل اعتماد غیر مسلموں پر اعتماد کرنے میں کبھی تذبذب کا اظہار نہیں کیا(۵۲)۔اسی طرح غزوہ احد کے فوراً بعد آپ ﷺ اپنے زخموں سے چور لشکر کو لے کر حمراء الاسد پہنچے اور ایک غیر مسلم کو قاصد بنا کر ابوسفیان کے پاس بھیجا جس نے جا کر کہا کہ مسلمان ایک بڑی فوج لے کر آرہے ہیں(۵۳)۔

''انسان کامل'' ڈاکٹر خالد علوی بھی اپنے طرز کی ایک منفرد کتاب ہے ۔انہوں نے غیر مسلموں کے سلسلہ میں الگ سے تو بحث نہیں کی تاہم عمومی مباحث مثلاً احترام آدمیت، (صفحہ ۳۲۶) بین الاقوامی معاہدے اوران کا پاس و لحاظ (۲۴۰) حقوق انسانی کا تحفظ جیسے عنوانات قائم کر کے انہوں نے اس پر لکھا ہے۔نیز طریقہ جنگ کی تطہیر کے تحت غیر مسلموں کے بارے میں دواہم نکات اٹھائے ہیں۔ ایک تو یہ کہ آپ ﷺ نے اہل قتال اور غیر اہل قتال میں فرق کیا ہے۔دوسرے اہل قتال کے بھی حقوق واضح کیے۔جن میں خاص خاص یہ ہیں : غفلت میں حملہ نہ کرنا، آگ میں نہ جلانا، قتل صبر (باندھ کر مارنا) لوٹ مار ،تباہ کاری، مثلہ قتل اسیر، قتل سفیر، بدعہدی ،بدنظمی و شور و ہنگامہ اور وحشیانہ افعال کی ممانعت انسان کامل ﷺ نے کی ہے۔ ڈاکٹر خالد علوی نے تقریباً ۹ رصفحات میں (۲۶۴ تا ۲۷۲) تفصیل سے اورمثالیں دے کر ان چیزوں پر لکھا ہے(۵۴)۔

السیرۃ النبویۃ الصحیحۃ از ڈاکٹر اکرم ضیاء العمری عربی میں دور جدید کی ایک انتہائی اہم تصنیف سیرت ہے۔لیکن ان کے ہاں تحقیق روایات پر اصل زور ہے واقعات کا تجزیہ بہت کم ہے ۔ انہوں نے علامہ شبلی اوردوسروں پر اس لیے نقد کیا ہے کہ وہ غزوات کو دفاعی قرار دیتے ہیں(۵۵)۔

''حیات محمدؐ'' محمد حسین ہیکل اب سے کوئی ۸۰ سال پہلے لکھی گئی ۔ صلح حدیبیہ کے سلسلہ میں محمد حسین ہیکل کی رائے یہ ہے کہ جہاں اس سے اور بہت سے فائدے ہوئے، وہیں ایک بڑا فائدہ یہ ہوا کہ پیغمبر اسلام

۵۱- ایضاً، ص ۶۷-۷۸

۵۲- ایضاً، ص ۸۳

۵۳- ایضاً، ص ۱۲۶

۵۴- ڈاکٹر خالد علوی، **انسان کاملؐ**، الفیصل ناشران وتاجران کتب اردو بازار، طبع دوم، مئی ۱۹۹۷ء، ص ۲۶۴-۲۷۲

۵۵- ڈاکٹر اکرم ضیاء العمری، السیرۃ النبویۃ الصحیحۃ، ص ۳۷

ﷺ کو اب عالمی سطح پر دعوت اسلامی کی اشاعت کا موقع مل گیا(۵۶) وفد نجران اوراس سے ہونے والی گفتگو(جس میں بقول مصنف یہودی بھی شامل ہوگئے تھے) ہیکل کے نزدیک تینوں عالمی مذاہب کے اجتماع اورگفتگو کا نقطہ آغاز تھی(۵۷) غزوہ بدر سے پہلے ہوئے سرایا اورغزوات کے بارے میں عام مؤرخین کی اس رائے کونقل کرکے کہ وہ اہل مکہ سے بدلہ لینے اوران کے خلاف جنگ کے جذبہ کا اظہار تھے ،ہیکل نے دلائل کے ساتھ اس کو رد کیا اور یہ نتیجہ نکالا ہے کہ ان مہمات کا مقصد دباؤ ڈال کر مکی غیر مسلموں کو مفاہمت پر آمادہ کرنا تھا تاکہ وہ دعوت اسلامی کو فطری انداز میں پھیلنے دیں۔ اس سرایا کا دوسرامقصد اندرون مدینہ سازش کرنے والے یہودیوں کے حوصلے کوکم کرنا تھا کہ وہ نوزائدہ مدنی اسلامی ریاست کوکمزورنہ سمجھیں ۔ہیکل کی رائے میں اسلام کی جنگ موجودہ اصطلاح کے مطابق عقیدہ اوراظہار رائے کی آزادی کے لیے جنگ تھی(۵۸)۔ ان کے مطابق صلح حدیبیہ سے اسلام کی بین الاقوامی دعوت کی راہ کھلی(۵۹)۔

ڈاکٹراکرم ضیاء عمری نے لکھا ہے۔ رومیوں کی فتح پر مومنین کو خوشی ہوئی بلکہ بہت سے لوگ اس پر مسلمان بھی ہوئے بل قد اسلم ناس کثیرعلی اثر ذلک(۶۰) غالباً ان کی مرادیہ ہو کہ یعنی رومیوں کی فتح پر مومنین کی فتح بھی اسلام کے آفاقی مستقبل کی علامت تھی ان کی رائے میں جنگ میں غیرمسلم سے مدد لی جاسکتی ہے۔وہ لکھتے ہیں: وقیل انه خرج (فی غزوة هوازن) ثمانون من اهل مكة وهم علی كفرهم(۶۱) البتہ ان کی رائے میں غیرمسلموں سے اہل اسلام کاتعلق جنگ کا ہے صلح کا نہیں لان الاصل فی العلاقة معهم الحرب لا الهدنة(۶۲)۔

غیرمسلموں سے تعلقات کی جدید جہتیں

جدید سیرت نگاروں کے ہاں عمومی بیانات کے علاوہ اس سلسلہ میں زیادہ بحث نہیں ملتی مثلاً

۵۶- محمد حسین ہیکل، **حیاۃ محمد**، (انگلش ترجمہ ***Mohammad*** از اسماعیل راجی الفاروقی)، نئی دہلی، طبع نیوکریسنٹ پبلیشنگ کمپنی، ۲۰۰۹ء ، ص ۱۷۶

۵۷- ایضاً، ص ۱۹۵

۵۸- ایضاً، ص ۲۰۰ تا ۲۱۳

۵۹- ایضاً، ص ۴۹۸

۶۰- اکرم ضیاء العمری، السیرة النبویة الصحیحة، ص ۱۴۴۸، السیرة، ص ۱۶۹، بحوالہ الترمذی، ج ۵، ص ۳۴۴

۶۱- ایضاً، ص ۴۹۸

۶۲- ایضاً، ص ۴۴۸

ڈاکٹر محمد حمید اللہ نے لکھا کہ:

''رسول عربیؐ نے کبھی یہ نہیں کہا کہ دیگر مذاہب جھوٹے اوران کے ماننے والے جہنمی ہیں ۔لامذہبی اورخود پرستی کو چھوڑکر (جس میں اپنی ہی دست کاری اوراپنے ہی مصنوعات کو اپنا خدامان لینا شامل ہے) آنحضرتؐ نے فرمایا کہ دنیا کا ہر مذہب سچا اورخدا کی طرف لے جانے والا ہے۔بشرطیکہ اس مذہب کی ابتداہی اصلیت میں غلط رسم ورواج سے حذف واضافہ ہوگئے ہوں اوریہ دنیا کا کوئی ملک اورکوئی امت ایسی نہیں جہاں خدا کے پیغمبر نہ آئے ہوں اورسچا مذہب نہ پھیلا چکے ہوں''(۶۳)۔

اسلام کا دعویٰ تھا کہ وہ ''بنیادی مذہب'' ہے ۔آدم سے عیسیٰ تک سب اسی کے پرچارو تبلیغ کے لیے آئے تھے۔ وہ ازلی صداقتوں پر مشتمل ہے جن کے ماننے بغیر کسی معقولیت پسند کو چارہ نہیں اوربنیادی واجبات کے سوا باقی ہر چیز میں انسانوں کو کافی وسیع اباحت وصوابدید حاصل ہے کہ جو چاہیں کریں۔مذاہب کے مابہ الاشتراک اموراوربنیادی صداقتیں جوانسانی حقوق و واجبات کے متعلق تھیں، بیان کرکے اسلام ساتھ ہی مذہب کو ایک نہایت سہل وآسان چیز (الدین یسر) بھی بنادیا اورانسان وخدا کے مابین رشتہ جوڑ دیا(۶۴)۔

ڈاکٹرمحمود احمد غازی کہتے ہیں کہ دارالحرب اوردارالاسلام کی فقہی اصطلاح بعد کی پیداوار ہے اورسیرت سے ثابت نہیں۔ بالفاظ دیگر غیر مسلموں سے تعلقات کی استواری کو اس اصطلاح کا اسیر نہیں بننا چاہیے۔رسول اکرمﷺ نے دوصحابہ کرام کو یمن سے منجنیق چلانے کا طریقہ سیکھنے اورایک منجنیق خرید کرلانے کے لیے بھیجا۔وہ اس کو بنانے اورچلانے کی تربیت بھی حاصل کرکے آئے اس طرح غیر مسلموں سے ہتھیارخریدنا،ہتھیار بنانے کی تربیت حاصل کرنا یہ بھی سنت ہے(۶۵) مدینہ کے یہود سے مسلمانوں کے تعلقات زیادہ دیر تک اچھے نہیں رہے۔ بایں ہمہ یہودی مسلمانوں کے بازاروں میں اپنامال ومتاع لایا کرتے تھے۔ اس کی کوئی ممانعت نہیں تھی کسی بھی شخص کو کبھی مسلمانوں کے ساتھ کاروبار کرنے یا ان کے بازارمیں بیٹھنے سے نہیں روکا گیا(۶۶) مدینہ منورہ میں جوغیر مسلم رہتے تھے ان سے بھی ریاست کے امورمیں کام لیا جاتا تھا۔ اس بارے میں ڈاکٹرمحمود احمد غازی کا موقف یہ ہے کہ ایسی ذمہ داریاں جوریاست کے تزویراتی مفادات (Stratagic Interests) یا

۶۳- محمدحمیداللہ، رسول اکرمؐ کی سیاسی زندگی، ص ۳۲۹

۶۴- ایضاً،ص ۳۲۱

۶۵- محمود احمد غازی، محاضرات سیرت، ص ۳۵۳

۶۶- ایضاً،ص ۴۳۳

شریعت کی فہم وتعبیر سے متعلق ہیں وہاں غیر مسلم کو مقرر نہیں کیا جاتا تھا لیکن جو فنی مہارت کے کام ہیں وہاں غیر مسلموں سے بھی کام لیا جاتا تھا۔ سفر ہجرت میں عبداللہ بن ارقط (یا اریقط) سے دلیل راہ اور عمرو بن امیہ الضمری سے سفارت کا کام لینا اسی کی اہم مثالیں ہیں[۶۷]۔ اسی طرح ڈاکٹر غازی دارالحرب اور دارالاسلام کی فقہی بحث کو یک گونہ غیر متعلق (Irrelevant) مانتے ہیں[۶۸]۔

البتہ محمد الغزالی نے ''فقہ السیر ۃ'' میں صاف طور پر لکھا ہے کہ:

> ''تیسرا پہلو امت کا غیروں سے تعلق کا ہے جو الگ دین کے حامل ہیں، تو رسول اکرم ﷺ نے اس بارے میں رواداری اور درگزر کے وہ قوانین جاری فرمائے جو غلو وتعصب سے بھری دنیا میں کبھی نہیں دیکھے گئے تھے اور جو یہ سمجھتا ہے کہ اسلام اپنے پڑوس میں دوسرے دین کو برداشت نہیں کرتا اور یہ کہ مسلمان وہ قوم ہیں جو پوری دنیا پر تنہا اپنا تسلط جمائے اور اپنا وجود مسلط کیے بغیر چین سے نہیں بیٹھ سکتے، وہ غلطی پر ہے نہ صرف غلطی پر بلکہ متعصب وجسارت کرنے والا ہے''[۶۹]۔

غیر مسلموں کے حرمین میں داخلہ کے تعلق سے بھی ڈاکٹر محمد حمید اللہ کی رائے اثبات میں ہے[۷۰]۔ اسی طرح ان کے نزدیک غیر مسلموں کو بھی زکوۃ دی جاسکتی ہے[۷۱]۔ اسی طرح وہ کہتے ہیں کہ اسلامی مملکت میں غیر مسلموں کو شراب پینے، کشید کرنے اور فروخت کرنے کی اجازت ہے اسی طرح سود لینے اور دینے پر بھی کوئی پابندی نہ ہوگی[۷۲] وہ یہ بھی کہتے ہیں کہ تمام فقہاء کا اتفاق ہے کہ اگر کوئی مسلمان ایک غیر مسلم عورت کی

۶۷- ایضاً، ص ۳۵۱

۶۸- ایضاً، ص ۳۶۴

۶۹- محمد الغزالی، فقہ السیرۃ، قاہرہ، دارالشروق، ص ۱۴۰

۷۰- عبدالرحمان مومن، ڈاکٹر محمد حمید اللہ، **سیرت کمالات و افادات**، فرید بک ڈپو، ص ۳۷۰-۳۷۲، ڈاکٹر صاحب نے، سرخسی، کتاب الخراج، ابویوسف اور **طبقات ابن سعد** کے حوالہ سے لکھا ہے کہ غیر مسلمین حرم میں داخل ہوسکتے ہیں۔

۷۱- بلاذری، طبری، امام ابو یوسف کی کتاب الخراج اور ابویعلی الفراء حنبلی کی الاحکام السلطانیہ اور ابوعبید کی کتاب الاموال کے حوالہ سے ڈاکٹر صاحب نے یہ رائے ظاہر کی ہے کہ غیر مسلموں کو زکوۃ دی جاسکتی ہے، ملاحظہ ہو، وہی کتاب، ص ۳۷۲

۷۲- ایضاً، ص ۳۷۲

آبروریزی کرتا ہے تو اسی سزا کا مستحق ہوگا جیسی کہ کسی مسلمان عورت کی آبروریزی کرنے کے جرم میں اس کو دی جائے گی(۷۳)۔ اسی طرح ایک اہم سیرت نگار علامہ محمد ابوزہرہؒ نے اپنی کتاب ''خاتم النبیینﷺ'' میں یہ رائے ظاہر کی ہے کہ ہندوؤں اور بدھوں کو بھی شبہ اہل کتاب میں شمار کیا جاسکتا ہے۔

خاتمہ:

اس سرسری مطالعہ سے یہ چیز کسی قدر ابھر کر سامنے آتی ہے کہ مذکورہ سیرت نگاروں کے مطابق رسول اللہﷺ نے غیر مسلموں سے تعامل میں جس رویہ کا ثبوت دیا ہے۔ وہ خالصتاً انسانی، اخلاقی اور اصولی ہے۔ مستثنیات کی بات دیگر ہے۔سیرت نگاروں کے مطابق آپﷺ نے غیر مسلموں سے قرض لیا(۷۴) ان سے مدد لی(۷۵) ان کی امانتیں رکھیں۔ بہت سے غیر مسلم رسول اکرمﷺ اور صحابہ کرامؓ کے لیے خیرخواہ (عیبة نصح) تھے(۷۶) جن اہل مکہ اور ہاشمیوں نے آپﷺ کے شعب ابی طالب میں پناہ لی اور آپﷺ کا ساتھ نہیں چھوڑا، ان میں اکثر مسلمان نہ تھے۔ڈاکٹر محمد حمید اللہ صاحب نے تفصیل سے بتایا ہے کہ عین کفار محاربین کے دل بھی آپ نے جیتے جیسے بنو المصطلق کے اسباب کو لوٹانا اس کی ایک مثال ہے(۷۷)۔ حضرت صفیہ ام المؤمنینؓ نے اپنے غیر مسلم بھتیجے کے نام اپنی جائداد کا تیسرا حصہ کردیا تھا(۷۸) اہل خیبر نے ہتھیار ڈال دیے تو آپﷺ نے ان سے بھی نرمی کا معاملہ کیا(۷۹) عمرة الحدیبیہ کے سال آپ نے

۷۳- ایضاً، ص۳۲۸، محمد حمید اللہ، **خطبات بہاولپور**، ص ۱۴۳، ڈاکٹر محمد حمید اللہ، **فکر و نظر** کی خصوصی اشاعت، اسلام آباد، ادارہ تحقیقات اسلامی، بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی، اپریل-ستمبر ۲۰۰۳ء

۷۴- اکرم ضیاء العمری، انه ﷺ استقرض من حویطب بن عبدالعزی اربعین الف درهم وقبل عون نوفل بن الحارث بن عبد المطلب له بثلاثة آلاف رمح ولامانع من استعانته بهما اذ ثبت انه استعان بصفوان وهومشرك۔ السیرة النبویة الصحیحة، ص ۴۹۵

۷۵- ابوزہرۃ، خاتم النبیینؐ کی رائے ہے کہ مخلص غیر مسلم سے مدد لی جاسکتی ہے لان النبی ﷺ استعان بمعبد بن ابی معبد الخزاعی فی غزوة حمراء الاسد، ص ۱۰۱۹

۷۶- اکرم ضیاء العمری، کانت خزاعة عیبة نصح الرسول الله ﷺ مسلمها و کافرها لایخفون عنها شیئا، ۴۵۰، بحوالہ **سیرۃ ابن ہشام**، ج: ۲، ص ۳۹۴

۷۷- محمد حمید اللہ، **محمد رسول اللہؐ** نئی دہلی، طبع فرید بک ڈپو، ص ۲۲۸-۲۲۹

۷۸- ڈاکٹر محمد حمید اللہ لکھتے ہیں کہ حضرت صفیہ کے اس عمل پر بعض مسلمانوں کو اعتراض ہوا مگر حضرت عائشہ ام المؤمنینؓ کو اصرار تھا کہ صفیہؓ کی وصیت پر ضرور عمل کیا جائے۔ **محمد رسول اللہؐ**، ص ۲۲۱

۷۹- ایضاً ص۱۴۴

حضرت میمونہؓ سے شادی کی تو اہل مکہ کو دعوت ولیمہ میں بلانا چاہا گرچہ وہ نہیں آئے (۸۰)۔ انفرادی واقعات کی بھی کمی نہیں جن میں آپ ﷺ نے غیر مسلموں سے انتہائی کریمانہ ومشفقانہ برتاؤ کیا۔ غلام یہودی کا واقعہ ہو (۸۱) یا زید بن سعنہ کا (۸۲) اسی دوسری غیر مسلم قوموں کے عادات وخصائل اوراچھے اخلاق کے اعتراف میں کبھی بخل سے کام نہیں لیا (۸۳)۔ آپ ﷺ نے اس بات کی بھرپورکوشش کی کہ جنگ کی نوبت نہ آئے اورامن وامان برقراررکھا جائے (۸۴)۔

۸۰- ایضاً ص ۳۳۲

۸۱- نقوش کا رسول نمبر جلد چہارم، ص ۱۷۰، بحوالہ بخاری ، ایڈیٹر محمد طفیل، **ادارہ فروغ ادب**، لاہور، جنوری ۱۳/ ۱۹، ش ۱۳۰، باردوم

۸۲- بحوالہ **نقوش کا رسول نمبر**، ج ۹، ص ۱۸۰-۳۳۹، شفاء، ص ۱۴۸،

۸۳- قاضی سلیمان منصور پوریؒ نے امام مسلمؒ کے حوالہ سے ایک حدیث موجودہ اہل فرنگ (یامغرب) کے غلبہ کے سلسلہ میں نقل کی ہے۔ جس میں نبی اکرم ﷺ نے اہل روم (یعنی عیسائیوں) کی کئی اہم صفات کا تذکرہ فرماکران کی تعریف فرمائی ہے۔حدیث یہ ہے :
مستوردہ قریشی نے عمروبن العاصؓ المتوفی ۴۳ھ کے روبروکہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو سنا آپ نے فرمایا: قیامت اس وقت قائم ہوگی جب یوروپین لوگ سب سے زیادہ ہوں گے ،عمرو نے کہا دیکھ تو کیا کہتا ہے (یعنی غور کرکے کہو) مستوردہ نے کہامیں وہی کہتاہوں جورسول اللہؐ سے سنا ہے ۔عمرو نے کہاتب تو ٹھیک ہے ۔بے شک ان میں چار خصلتیں ہیں: ۱- وہ مصیبت کے وقت نہایت بردبار ہیں، ۲-مصیبت کے بعد بہت جلد ہشیار ہوجاتے ہیں، ۳-بھاگنے کے بعد سب سے پہلے حملہ کرتے ہیں، ۴-مسکین وضعیف لوگوں کے لیے سب لوگوں سے بہتر ہیں، ۵- اورایک پانچواں وصف اورہے جوسب سے عمدہ ہے۔ یہ کہ وہ بادشاہوں کے ظلم کو سب لوگوں سے بڑھ کر روکتے ہیں۔'' قاضی صاحب اس حدیث پرتبصرہ کرتے ہوئے کہتے ہیں :'' امام مسلم کا انتقال ۲۶۱ھ میں ہوا اس لیے ہرایک مخالف کوتسلیم کرنا پڑے گا کہ یہ پیشین گوئی مسلمانوں میں تیسری صدی کے اندرپھیل چکی تھی ۔ یہ وہ زمانہ تھا جب کہ کل دنیا پر اسلامی پرچم لہرا رہا تھا۔ علم وحکمت ،زوروطاقت ،تمدن وسیاست میں وہ سب سے فائق تر تھے ۔اس وقت یہ کہنا کہ یہ تمام بزرگی وبرتری خاک میں مل جائے گی اور دنیامیں عیسائی قوموں کی حکومت ہوجائے گی بالکل عقل وفکر سے باہرتھا اورمسلمانوں کے لیے فال بد بھی تھا۔مگرامام مسلم نے اسے اپنی کتاب میں درج کردیا کیونکہ ان کو صحیح طورپر معلوم ہوگیاتھا کہ ضروریہ ارشاد نبویؐ ہے ۔اوراب بالآخر صدیوں کے بعد اس کا ظہورہورہا ہے ۔ (**رحمۃ للعالمین**، بحوالہ **نقوش**،**رسول نمبر**،۱۹۸۴ء ج ۹، ش ۱۳۰، ص ۳۶۶)

۸۴- واقدی کے مطابق آپ ﷺ نے بدرکے موقع پر بھی حضرت عمرؓ کو قریش مکہ کے پاس بھیجا کہ جنگ سے بازرہیں اورحکیم بن حزام نے بھی عمرؓ کی تائیدکی مگرابوجہل کی ہٹ دھرمی کے باعث جنگ ہوکر رہی۔ (**واقدی**، ج۱، ص ۶۲ اور **نبی الرحمہ**، ص ۱۸۴)

نتائج مطالعہ

اس مطالعہ کے نتائج بالترتیب یوں ہیں :

۱- غیرمسلموں سے تمام انسانی تعلقات حدودشرعی میں قائم رکھے گئے۔

۲- رسول اکرم ﷺ نے اپنی طرف سے کبھی جارحیت نہیں کی۔

۳- غیرمسلموں سے صلح وامن کو ہمیشہ ترجیح دی گئی۔

۴- ان کواپنی امت مان کر ہدایت کی دعا کی ۔ بددعا کے جو واقعات ہیں وہ استثناء ہیں۔

۵- جواز کے بغیر کبھی ان کو قتل نہیں کیا۔ شاتمین سے بھی عموماً درگزر کی۔ ہاں استثنائی حالات میں سزابھی دی۔

۶- شتم رسول و ارتداد کی سزامطلقاً قتل قراردینا اوراسی طرح غیرمسلموں سے تعلق کی اصل محاربہ کو قراردینا ایسی رائیں ہیں کہ اکثرسیرت نگاران میں یک زبان ہیں ۔تاہم ان کے مزید تحقیقی مطالعہ وتجزیہ کی شدید ضرورت ہے ۔تاکہ جو اشکالات پیداہورہے ہیں ان کا کافی وشافی جواب سامنے آسکے ۔

سفارشات

جس طرح عہد نبویؐ میں خواتین کیآزادی ،مکی اسوہ نبویؐ اورمختلف انداز کے مطالعات کیے گئے ہیں ایسا ہی تفصیلی مطالعہ غیرمسلموں سے سیرت نبویؐ کے حوالہ سے تعلقات پر کیا جاناچاہیے۔ جس سے اس موضوع کی مزید جہات سامنے آسکیں۔ سیرت کی روشنی میں اس سوال کا تسلی بخش جواب دیاجاناابھی باقی ہے کہ کسی اسلامی مملکت میں کیا آج بھی غیرمسلموں کے ساتھ تعامل میں جزیہ، صاغرون اورالذمہ جیسی چیزوں کواصل بنایاجائے گا اورکیا ان سے آج حقوق شہریت کے تقاضے پورے ہوسکیں گے۔

نقد و تبصره